حضرتِ اَقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اَور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اَللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

اِسلام کے دَروازے ہر کسی کے لیے کھلے ہیں، ''اِسلام'' غریبوں کا مذہب
آج صحابہ کرامؓ جیسی غربت نہیں پائی جاتی
اَعمال کی کثرت مطلوب نہیں بلکہ عمل پر پابندی پسند ہے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 76 سائیڈ A   1987 - 09 - 13)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

ایک صحابی ہیں حضرت عمرو بن عَبَسَہ وہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب ِرسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کچھ سوالات کیے۔

پہلا سوال وہ یہ بتاتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ مَّعَکَ عَلٰی ھٰذَا الْاَمْرِ اِس معاملے میں یعنی دین کے قبول کرنے میں جناب کے ساتھ کون لوگ ہیں ؟

اِرشاد فرمایا حُرٌّ وَ عَبْدٌ آزاد بھی ہیں اَور غلام بھی ہیں۔ اِس کی مثال ایسے ہے کہ جیسے کوئی پوچھے کہ آپ کی پارٹی کا ممبر بننے کے لیے کوئی شرط ہے، کیا معیار ہے، ذاتی مکان ہو یہ معیار ہے یا کار ہو کوٹھی ہو، کاروبار ہو، وغیرہ وغیرہ ایسی کوئی چیز معیار ہے ؟ یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے سوال کا، کیونکہ کوئی آدمی کسی کو اگر ساتھ لیتا ہے تو اَپنا نفع ضرور دیکھتا ہے کہ اِس میں میرا نفع کیا ہے ؟

عموماً ساتھ لینے والے وجاہت کا، رُعب وداب کا، مال و دولت کا یہ نفع دیکھتے ہیں لیکن آقائے نامدار

ﷺ نے جو جواب دیا بہت سادہ جواب ہے حُرٌّ وَ عَبدٌ آزادلوگ بھی ہیں غلام بھی ہیں، جو بھی آجائے اللہ کا بندہ اِنسان ہے ذوی العقول میں ہے مکلّف ہے وہ آجائے تو اُس کو میں اِس معاملے میں داخل کرلیتا ہوں یعنی اِسلام میں داخل کرلیتا ہوں اُس کا اِیمان اَور اِسلام معتبر ہے کوئی شرط نہیں جو چاہے اِسلام قبول کرلے ہدایت کی طرف آجائے چھوٹا ہو بڑا ہو حتّٰی کہ غلام۔

غلاموں کا دَرجہ تو جانوروں کے برابر تھا، اِسلام نے بڑھایا ہے کہ جو تم کھاؤ وہ اُنہیں بھی کھلاؤ جو تم پہنتے ہو وہ اُنہیں بھی پہناؤ اگر اُس نے کچھ پکایا ہے محنت کی ہے تو خادم ہے تو اُس کھانے میں سے اُسے بھی دیں کیونکہ اُس نے محنت تو کی ہے اُس کے پکانے میں، بہت چیزیں اِسلام نے بتلائیں اَور بڑا دَرجہ اُنہیں دے دیا، بہت بڑا دَرجہ اَور ڈبل اَجر کی بشارت دی، ایک اللہ تعالیٰ کے اَحکام بجالانے کی اَور دُوسرے آقا کے کام کرنے کی، بظاہر یہ ہے کہ وہ غلام خدمت کرتا ہے اُس کے بدلے میں کھاتا ہے پیتا ہے اَور رہتا ہے اَور پہنتا ہے لیکن یہ نہیں، اللہ نے اُس پر اَجر رکھ دیا ہے بظاہر یہ ہے کہ وہ کام کررہا ہے اَور بہ باطن یہ ہے کہ اَجر مِل رہا ہے اَور ڈبل اَجر مِل رہا ہے۔

اِسلام کیا ہے ؟ :

وہ صحابی جو ہیں حضرت عمرو بن عَبَسَہ رضی اللہ عنہ وہ کہتے ہیں میں نے دَریافت کیا مَا الْاِسْلَامُ اِسلام کیا ہے ؟ اَور اِتنا تو سب جانتے ہیں کہ کلمہ پڑھ لینا یہ اِسلام ہے اللہ کو ایک ماننا اُس کے سب نبیوں کو حق جاننا جو وہ لائے ہیں پیغام اللہ کے پاس سے وہ سچ تھا حق تھا، سب نبیوں پر اِیمان، جنہیں ہم جانتے ہیں وہ بہت تھوڑے ہیں جنہیں نہیں جانتے وہ بہت زیادہ ہیں مگر اِیمان ہمارا سب پر ہے تو جواب میں آقائے نامدار ﷺ نے اِن کو نیا جواب دیا حسبِ حال یعنی پوچھنے والا اگر جانتا ہو ایک چیز تو اُس کے جواب میں وہی چیز دوہرانی اِس سے کوئی فائدہ خاص نہیں ہوتا بلکہ اُس کے جواب میں وہ بات بتائی جائے جو اُس کے علم میں نہیں۔

تو اِرشاد فرمایا طِیبُ الْکَلَامِ وَ اِطْعَامُ الطَّعَامِ گفتگو ہو شیریں اَور عمدہ یعنی مہمل باتیں نہ ہوں، لغویات نہ ہوں، گالی گلوچ، بہتان، غیبت، فضول باتیں یہ نہ ہوں تو عمدہ بات ہو اَور عمدہ دونوں

طرح ہوتی ہے ایک معنیٰ کے اِعتبار سے اَور ایک اَنداز کے اِعتبار سے، تو اَنداز کے اِعتبار سے بھی شیریں گفتار ہو۔

وَ اِطْعَامُ الطَّعَامِ اَور کھانا کھلانا۔ اُس زمانہ میں غربت تھی بہت زیادہ، رسول اللہ ﷺ جب مبعوث ہوئے ہیں تو جو اُمراء کا طبقہ تھا جو ظالم تھا، غنڈے جیسے سرداروں کے بارے میں یہاں شہرت ہے یا وڈیروں کے بارے میں جیسے سنتے ہیں یا تو اِس طرح کے لوگ تھے قبائل تھے قبائل کے سردار تھے وہ خود مختار تھے سیاہ وسفید کے جیسے مالک بنے ہوئے ہیں، لُوٹ مار، قتل وغارت گری، اِغوا یہ قابلِ فخر چیزیں تھیں، تو لُوٹ مار کرتے تھے اَور سخاوت بھی کرتے تھے لیکن مجموعی حیثیت سے غربت غالب تھی۔

مال میں غریبوں کا حصہ :

تو اِسلام جو ہے وہ غریبوں ہی کا مذہب ہے یعنی غریبوں کی رعایت بہت زیادہ ہے حتّٰی کہ آپ کے مال میں شریک کر دیا غریبوں کو کہ جب آپ کے پاس مال اِتنا آجائے مقدار بتادی تو اُس کے بعد غریب اِس میں شامل ہو گیا اُس کا حصہ اِس میں ہے وہ ''ڈھائی فیصد'' دینا پڑے گا، زمین ہے اُس کی پیداوار اِتنی ہوگئی اُس میں سے ''دسواں حصہ'' دینا پڑے گا اَور اَگر خود محنت کی ہے پانی سینچا ہے بارانی نہیں ہے بلکہ محنت کرنی پڑتی ہے تو ''بیسواں حصہ'' بہر حال شریک کر دیا، اَب اگر کوئی غریب کو زکوٰۃ اَدا نہیں کرتا تو ایسے ہے جیسے غریب کا مال خود کھائے جا رہا ہے کیونکہ وہ حق اُس کا ہو چکا ہے تو یہ غریبوں کے لیے بہت ہی مناسب مذہب ہے۔

صحابہ ؓ کی غربت کا آج تصور نہیں کیا جا سکتا :

اَور تھے ہی غریب اَور اِتنے غریب تھے کہ آپ تصور نہیں کر سکتے آج کے دَور میں اُس کا کہ ایک کپڑا صرف ایک آدمی کے پاس، وہی پہننا وہی اَوڑھنا، نیچے کا حصہ بھی اُسی سے ڈھکنا ہے اُوپر کا بھی، اِدھر سے پلا اِدھر لے جاتے تھے اِدھر سے پلا اِدھر لے جاتے تھے پیچھے گردن پر گرہ دے دیتے تھے یہ اُن صحابہ کرام ؓ کا لباس تھا۔ تو ایسی حالت میں اِسلام پھیلا ہے اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ غریب طبقہ جو وہاں تھا اُس کے بہت ہی حقوق دِلائے ہیں اِسلام نے منوائے ہیں تو آج تو اِتنے غریب آپ

ڈھونڈیں گے تو شاید کوئی مِل جائے ورنہ نہیں ملے گا اَور یہ اُن کا عام حال تھا، کھانے کو میسر نہیں اَور پڑھ رہے ہیں طالب علم ہیں اَصحابِ صفہ ہیں تو جن لوگوں کے پاس وہ ہوتی تھیں کھجوریں یا کوئی چیز وہ لا کر رکھ دیتے تھے ٹانگ دیتے تھے اَور یہ نہیں ہے کہ چھینا جھپٹی ہو بے صبری ہو، نہیں اُن میں صبر تھا وہ دُوسروں کا حق ملحوظ رکھ کر اُس میں سے جتنی خود ضرورت ہو لے لیتے تھے تو اِطْعَامُ الطَّعَامُ کھانا کھلانے کا اہتمام کرنا یہ ایسی چیز تھی کہ جو پہلے بھی تھی بڑے بڑے لوگوں میں مگر ناموری کے لیے خدا کے لیے نہیں آخرت کے تصور سے نہیں اِس خیال سے نہیں کہ اِس پر اَجر ملے گا تو جس کو کم میسر ہو وہ کم کھلا دے۔ جو بڑے لوگ ہوتے تھے وہ تو یہ کرتے تھے کہ رات کو آگ جلا دیتے تھے تاکہ کوئی مسافر بھٹکا بھولا بڑی دُور سے جسے آگ نظر آجائے گی وہ یہاں آجائے گا اَور یہاں پہنچے گا تو اُسے کھانا مِل جائے گا وہ اِس طرح سے کرتے تھے۔ لیکن اِن کی تعداد کتنی ہوگی، بہت تھوڑی، اِن کی یہ تعداد ضرورت مندوں کی ضرورت پوری نہیں کر سکتی تھی تو آقائے نامدار ﷺ نے ترغیب دی کہ دُوسروں کی بھوک کا اِفلاس کا کھانے کا خیال رکھیں۔

صحابی بہت سمجھدار تھے اُن کو جوابات آپ نے وہ دیے ہیں جو عمل سے تعلق رکھتے ہیں، باقی کلمۂ شہادت لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہہ لینا، یہ تو ہے ہی ہے۔

اِیمان کیا ہے ؟ :

تو جب اِسلام کے جواب میں آپ نے یہ فرما دیا تو اُنہوں نے پوچھا ''اِیمان'' کیا ہے ؟ مَا الْاِیْمَانُ اَور یہ سب سوال پہلے بھی گزر چکے ہیں حدیثوں میں وہ آپ کو میں سنا چکا ہوں اُس میں آپ نے وہ بتایا تھا جو غیر مسلم پر اِسلام (لانے) کے لیے ہوتا ہے غیر مسلم کو اِسلام قبول کرنے کی جو تعلیم دی جائے وہ ہے وہ اَور یہ مسلمان کے لیے ہے تو پوچھا مَا الْاِیْمَانُ تو اِرشاد فرمایا اَلصَّبْرُ وَ السَّمَاحَةُ[1] ''صبر'' کے معنی ہیں برداشت کرنا صبر کے معنی ہیں جمے رہنا کسی چیز پر اَور جمے رہنا یہ بڑا مشکل کام ہے ایک حالت پر جمے رہنا یہ مشکل ہے اِس لیے رسول اللہ ﷺ نے بہت زیادہ عبادت کو ناپسند فرمایا ہے۔

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۴۶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت اَور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا تقویٰ :

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا ہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی زاد بہن ہیں اَور زوجہ مطہرہ ہیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا اَور بہت متقی اَور بہت عبادت گزار تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جب اِلزام لگایا ہے منافقوں نے جس کو ''اِفک'' کہتے ہیں اَور قرآنِ پاک میں اُس کی صفائی میں آیات اُتری ہیں، دس آیتیں اُن کی براءت میں اَور اَحکام میں اَور یہ اِظہار کرنے میں کہ (اِس کے پسِ پردہ) منافقین تھے تو اُس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اُن کی تعریف کرتی ہیں کہیں تو کہتی ہیں وَهِيَ الَّتِيْ تُسَامِيْنِيْ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ یہی میرے مدِّ مقابل رہتی تھیں یعنی جیسے گھر میں تقابل ہو یا متقابل شکل بن جائے ایسی شکل میں وہ میرے مدِّ مقابل رہتی تھیں اَور کہیں آتا ہے حِزْبَيْنِ اَزواجِ مطہرات دو حصوں میں بٹی ہوئی تھیں۔ ایک طرف حضرت عائشہ اَور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما تھیں دُوسری طرف حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔ تو وہ فرماتی ہیں کہ یہ میرے مدِّ مقابل رہتی تھیں باتوں میں لیکن ناجائز حد تک ہو، یہ نہیں ہے تو جب یہ اِلزام لگا تو اُس پر وہ فرماتی ہیں کہ اِن کی بہن جو تھی اُس نے تو اِلزام میں حصہ لیا اَور زینب رضی اللہ عنہا نے بالکل اُس اِلزام میں حصہ نہیں لیا اُن سے بھی پوچھا ہے رسول اللہ ﷺ نے، اُنہوں نے جواب دیا اَحْمِيْ سَمْعِيْ وَ بَصَرِيْ میں اَپنے کان اَور آنکھوں کو بچاتی ہوں یعنی میں غلط بات کرنے سے بچاتی ہوں تو میں تو کچھ نہیں کہہ سکتی نہ میں نے کوئی چیز ایسی دیکھی نہ میں نے کوئی چیز ایسی سنی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اِن کی بہن نے حصہ لیا اَور زینب کو اُن کے تقوے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بچالیا اُن کے تقوے کی تعریف فرمائی عَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ [1] حالانکہ مدِّ مقابل تھیں۔

(تو ایسے ہوا کہ آپ ﷺ زوجہ محترمہ) حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے وہاں دیکھا تو ایک رسی تھی بندھی ہوئی بے طرح یا تو یوں لمبائی میں بندھی ہوئی تھی یا چھت سے لٹکی ہوئی تھی یا ایسے بندھی ہوئی تھی بہرحال ایک رسی بندھی ہوئی تھی، دَریافت فرمایا یہ رسی کیسی ؟

---

[1] بخاری شریف رقم الحدیث ۲۶۶۱

ممکن ہے وہ دِن میں کھول دیتی ہوں اُسے، اُس دِن نہ کھولی ہو تو بتایا کہ یہ زینبؓ کی رسی ہے اَور رات کو جب نماز پڑھتی ہیں تو جب بالکل تھک جاتی ہیں تو اِس سے سہارا لے لیتی ہیں یعنی بغل کے نیچے لے لیتی ہوں یا آگے لے لیتی ہوں جس طرح بھی باندھ لیتی ہوں وہ اِس طرح سہارا لے لیتی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا لَا یہ نہیں حُلُّوْہُ اِسے کھول دو۔ اَور عبادت کتنی کرے اِنسان ؟ فرمایا نِشَاطَہٗ جب تک طبیعت کا نشاط ہے اُس وقت تک بس عبادت کرے اَور جب بالکل طبیعت تھکنے لگے فَتَرَ تو پھر آرام کرے۔

بڑے رُتبہ کا مدار خدا سے تعلق پر ہے، عمل کی زیادتی پسند نہیں پابندی پسند ہے :

کیونکہ زور لگانے سے اَور اَپنی طاقت سے زیادہ صرف کرنے سے کوئی بڑا رُتبہ نہیں مِل سکتا، بڑے رُتبے کا مدار ہے اِخلاص پر اَور بڑے رُتبے کا مدار ہے خدا سے تعلق پر اَور بخشوانے والی چیز عبادتوں کی کثرت نہیں ہے بخشوانے والی چیز وہ صرف خدا کی رحمت ہے تو ایسے خیال جو ہیں اُن کی نفی فرمادی اَور فرمایا کہ نہیں نشاط جتنی دیر ہو بس اُتنی دیر عبادت کرو اگر طبیعت میں نشاط نہیں رہا بلکہ طبیعت تھکی تھکی ہوگئی ہے فَاِذَا فَتَرَ بدن ڈھیلا ہونے لگے طبیعت تھکنے لگے تو پھر آرام کرو (فَلْیَقْعُدْ)۔[1]

ایک عورت تھیں وہ حاضر ہوئیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھیں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو پوچھا کہ یہ کون عورت ہیں ؟ تو اُنہوں نے کہا کہ یہ وہ عورت ہیں کہ جن کی نماز کا ذکر یا چرچا بہت ہے آج کل عورتوں میں کہ یہ زیادہ عبادت کرتی ہیں نماز بہت پڑھتی ہیں تو آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا مَہْ نہیں رہنے دو عَلَیْکُمْ بِمَا تُطِیْقُوْنَ [2] جتنی تم میں جان ہے بس اُتنی عبادت کرو تو رسول اللہ ﷺ نے جو پسند فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ عمل ہوتا تھا جس پر ہمیشگی کی جائے اَور ہمیشگی اُسی پر کی جاسکتی ہے جو تھوڑا ہو، بہت زیادہ ہو لمبا چوڑا ہو وہ کچھ دن تو چلے گا اُس کے بعد پھر کوئی عارض پیش آجائے گا کوئی معاملہ پیش آجائے گا مصروفیت پیش آجائے گی تو وہ رہ جائے گا یا جوش ہے جب تک جوش ہے خوب لگا ہوا ہے ذرا جوش ٹھنڈا ہوگا تو پھر وہ

---

[1] بُخاری شریف رقم الحدیث ۱۱۵۰ [2] بُخاری شریف رقم الحدیث ۴۳

سارے کا سارا ہی جائے گا ایک دم اُور اگر دَرمیانی رفتار رکھے گا تو اَحَبُّ الْعَمَلِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُہٗ [1] جس پر ہیشگی ہو وہ عمل اللہ کو زیادہ پسند ہے۔

''صبر'' کا مطلب اُور مواقع :

تو ''صبر'' کا مطلب ہے جمے رہنا اُور جمے رہنا بڑا مشکل کام ہے یہ جو مقابلے ہوتے ہیں حکومتوں کے بڑے لمبے تو لمبا مقابلہ بڑا مشکل پڑ جاتا ہے بڑی بڑی حکومتیں ہار جاتی ہیں اُس میں جیسے اَمریکہ ویتنام میں ہار گیا اُور فرانس اَلجزائر میں ہار گیا بیس سال لڑائی چلتی رہی ویتنام میں بھی پندرہ سال تقریباً چلتی رہی ہے یا زیادہ، ہارنا پڑا، لمبا مقابلہ جو ہے وہ بہت مشکل کام ہے تو صبر کا مطلب ہے جمے رہنا اَب کوئی بھی چیز آپ نے اِختیار کی ہے اُس کو چھوڑنا نہیں ہے اُس پر لگے رہنا ہے تو لگے رہنا جو ہے کیونکہ وہی مطلوب ہے وہی اللہ کو پسند ہے اِس واسطے وہ بہت زیادہ نہیں رکھا گیا وہ تھوڑا رکھا گیا۔

اَچھا یہ صبر تو اِدھر ہو گیا دُوسرے صبر اُدھر بھی تو ہوتا ہے جہاں کچھ نہ ملے کھانے کو ہی میسر نہیں ہے پھر صبر کرو اُور صبر جہاد میں بھی ہوتا ہے وہاں جمے رہنا پیچھے نہیں ہٹنا یہ صبر ہے۔ تو صبر لفظ تو بہت مختصر سا ہے مگر معنی اِس کے جمے رہنے کے ثابت قدمی کے ہیں اُور یہ ہر طرف مراد ہے، یہ نہیں کہ ایک سمت مراد ہے دُوسری نہیں ہے، نہیں ہر جگہ یہ چلے گا ﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا﴾ اُور آپ سنتے ہیں ﴿ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ وہاں بھی صبر کا لفظ آیا ہے اُور کوئی صدمہ پیش آیا تو برداشت کر لیا بس ہم اِسے صبر سمجھتے ہیں، یہ نہیں ہے بلکہ روزے میں جو صبر ہے وہ بھوک کا صبر ہے پیاس پر صبر ہے، جہاد میں وہاں صبر ہے میدانِ جنگ میں صبر ہے اُور اِدھر تمام عبادتوں میں جمے رہنا یہ صبر ہے جو کام شروع کرو اُسے مکمل کرو اُور اُسے ہمیشہ کیا جائے دائمی طور پر۔

سخاوت اُور مسلمان :

دُوسرا فرمایا کہ ''سَمَاحَۃ'' یعنی سخاوت اُور سخاوت اَیسا وصف ہے جو آپ دیکھتے ہیں آج

---

[1] سُنن اَبی داوٗد رقم الحدیث ۱۳۶۸

اِس خراب ترین دَور میں اِتنا برا دَور جس میں بے عملی عام ہے اِس دَور میں بھی سخاوت مسلمانوں میں پائی جاتی ہے۔

ہندوؤں کی کنجوسی :

ہندوؤں میں وہ بات نہیں پائی جاتی تو ۱۹۶۰ء میں ۱۹۶۲ء میں جب چین نے حملہ کیا تھا تو چندے کیے اُنہوں نے ہندوؤں سے بھی مسلمانوں سے بھی، مسلمانوں نے زیادہ دیا ہندوؤں نے دیا ہی نہیں، وہاں بڑے بڑے مِل ہیں شوگر مِل ہیں ہندوؤں کے ہیں اِنکم ٹیکس مارے بیٹھے تھے لیکن نہیں دیے چندے اَور کہیں کہہ دیا کہ ہم اِتنا مقروض ہیں ایک مِل آنر نے جنگ کے لیے پچیس ہزار دیے۔

بعد میں میں گیا تھا ہندوستان تو اُدھر جا کر یہ حالات معلوم ہوئے تھے۔ اَب مسلمانوں کی فطرت میں یہ چیز داخل ہوگئی ہے اُنہیں پتہ بھی نہیں ہوتا، دین پر بھی عمل نہیں کرتا ہوتا نماز بھی نہیں پڑھتا ہوتا مگر (کچھ نہ کچھ) سخاوت کرلیتا ہے، آپ جائیں گے مسجد بنانے کے لیے چندہ (طلب کریں گے تو) وہ دے دے گا، مدرسے کے لیے وہ دے دے گا چاہے نماز بھی نہ پڑھتا ہو دین کے کام کے لیے جہاد کے لیے کوئی اَور فنڈ ہو اُس کے لیے وہ دے دے گا، یہ "سَمَاحَة" جو ہے اِس گھٹیا دَور میں جبکہ اِنسان کا تو آج یہ حال ہوا ہوا ہے پاکستان کی حدود میں کہ ہر آدمی اپنی ذات کو جانتا ہے اَور اپنی ذات کو نفع پہنچانا چاہتا ہے باقی سب چیزیں بعد میں، ملک بھی بعد میں دیکھا جائے گا خیال ہی نہیں آتا ملک کا، بس اَپنی ذات کے تحفظ کا رہ گیا ہے۔ تو اِس حالت میں بھی یہ ہے کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ مدارس بھی چل رہے ہیں مساجد بھی بن رہی ہیں آباد بھی ہیں یہ کیا ہے ؟ یہ سخاوت جو ذہنوں میں رچی ہوئی آئی ہے جس کا کوئی پتہ بھی نہیں چلتا اُسے کہ میرے اَندر یہ بات ہے بھی یا نہیں مگر تحت الشعور وہ چلی آرہی ہے۔ یہ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو چودہ سو سال پہلے سبق دیا تھا وہ وِراثتًا چلا آرہا ہے اَور اِس گھٹیا دَور میں بھی اُس کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اِس کے بعد اَور سوالات بھی ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو اَعمالِ صالحہ کی توفیق دے، اِیمان پر قائم رکھے معرفت عطا فرمائے اَور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین، اِختتامی دُعاء.........